اور آہیں ملتی ہیں۔ میؔر کی طرح ان کی شاعری میں بھی آہ کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے:

؎ شمع کے مانند ہم اس بزم میں چشمِ تر آئے تھے دامن تر چلے

عشق و محبت

چونکہ غزل کا مطلب ہی عورتوں سے بات کرنا ہے، اسی لئے محبت غزل کا لازمی موضوع ہے۔ غزل میں محبوب کے حسن و ادا کا ذکر، بے وفائی کا رونا دھونا، محبوب کی جدائی میں مضطرب ہونا، یہی غزل کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ لیکن غزل میں جب محبت کی بات کرتے ہیں تو دنیاوی محبت کا اکثر ذکر ہوتا ہے جسے عشقِ مجازی کہتے ہیں۔ اس کے برعکس غزل میں عشقِ حقیقی بھی نظر آتا ہے یعنی خدا سے محبت کا اظہار کرنا۔

دردؔ کے یہاں یہ دونوں موضوعات نظر آتے ہیں۔ وہ زیادہ تر خدا کی محبت میں غرق ہوتے نظر آتے ہیں:

؎ ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

تصویرکشی

دردؔ کی شاعری میں جگہ جگہ ایسے اشعار ملتے ہیں جو کسی خاص کیفیت یا حالت کی سچی اور پر اثر تصویریں نظر آتی ہیں۔ محبت میں انسان کی کیا حالت ہوتی ہے، مندرجہ ذیل شعر میں اس کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ جس طرح ایک مصوّر کو تصویر بنانے کے لئے برش، کاغذ اور پینٹ کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح شاعر کو شعر کہنے کے لئے الفاظ کی ضرورت پڑتی ہے:

؎ کبھو ہنسنا کبھو رونا کبھو حیران ہو رہنا محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے

زبان و بیان

یہ امر مسلم ہے کہ بڑے شاعر معمولی بات کو اس طرح ادا کرتے ہیں کہ وہ بالکل نئی اور انوکھی معلوم ہوتی ہے اور اس سے دل پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے۔ دردؔ کے یہاں بھی ہمیں اندازِ بیان کی دلکشی ملتی ہے۔ وہ سیدھی سادی بات کو اس اسلوب میں ادا کرتے ہیں کہ بے ساختہ زبان سے واہ نکلتی ہے۔

؎ تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

یعنی اگرچہ ہم گناہ گار ہیں اور ہمارا دامن گناہوں سے آلودہ ہے مگر پھر بھی ہمارا درجہ اتنا اونچا ہے کہ فرشتوں کو بھی رشک آ جائے۔

دراصل دردؔ کی عظمت اس بات پر منحصر نہیں کہ ان کے کلام میں صوفیانہ خیالات پائے جاتے ہیں بلکہ اس بات پر ہے کہ ان کی شاعری ایک صوفی منش شاعر کی شاعری معلوم ہوتی ہے۔ صوفی شاعری نہ صرف اس بنا پر کہ اس میں صوفیانہ عقائد و مسائل کا تذکرہ ملتا ہے بلکہ اس بنا پر بھی کہ ان کی پوری شاعری کا لب ولہجہ صوفیانہ ہے۔ صوفیانہ لب ولہجہ سے مراد ہے کہ ان کے بات کرنے کا انداز غیر صوفی شعراء سے مختلف ہے۔ یعنی معنوی اور خارجی دونوں اعتبارات سے ان کی شاعری پر صوفیانہ زندگی اور ذہن کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ مزید برآں زندگی اور کائنات کے متعلق نیز ان کے صوراتِ عشق و محبت کے متعلق ان کا مخصوص طریقِ بحث اور منفرد طرزِ بیان ہے جس کی بنا پر وہ دوسرے غیر صوفی شعراء سے ممتاز اور منفرد نظر آتے ہیں۔

دردؔ کے عاشقانہ اشعار کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) وہ اشعار جن سے صاف طور سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک صوفی کی عارفانہ لے ہے۔

(۲) ایسے عاشقانہ اشعار جن کا مرجع متعین نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) ایسے عاشقانہ اشعار جو خاص مجازی رنگ کے ہیں بلکہ ان میں جسمانی لمس کا ذکر موجود ہے۔

میر دردؔ کی بہترین غزلیں وہ ہیں جن میں حقیقی رنگ اتنا نمایاں اور گہرا نہیں کہ مجاز کی لذت مفقود ہو جائے۔ اس کے برعکس مجاز کا رنگ بھی اتنا واضح اور کھلا نہیں کہ حقیقت کا تصور ہی قائم نہ کیا جا سکے۔

دردؔ عشقِ حقیقی کے ترجمان ہیں لیکن ان کے عشق میں وہ جوش اور اثر نہیں جو عشقِ مجازی کے بیان میں ملتا ہے۔ ان کی شاعری ایک قناعت پسند اور پرسکون انسان کی شاعری ہے جس نے اپنی منزلِ مقصود پا لی ہو۔ جو اس راہ کی مشکلات کو بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا بلکہ معرفتِ الٰہی کے راستوں سے آگاہ کرتا